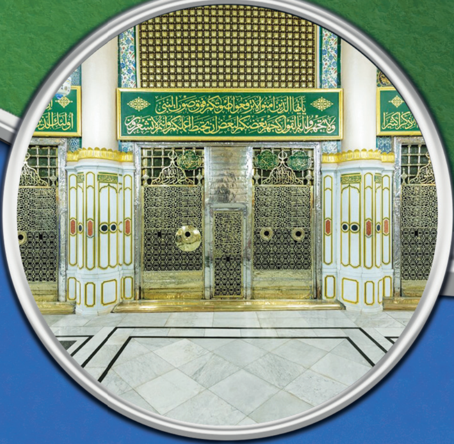

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چمک اور مہک

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یوکے

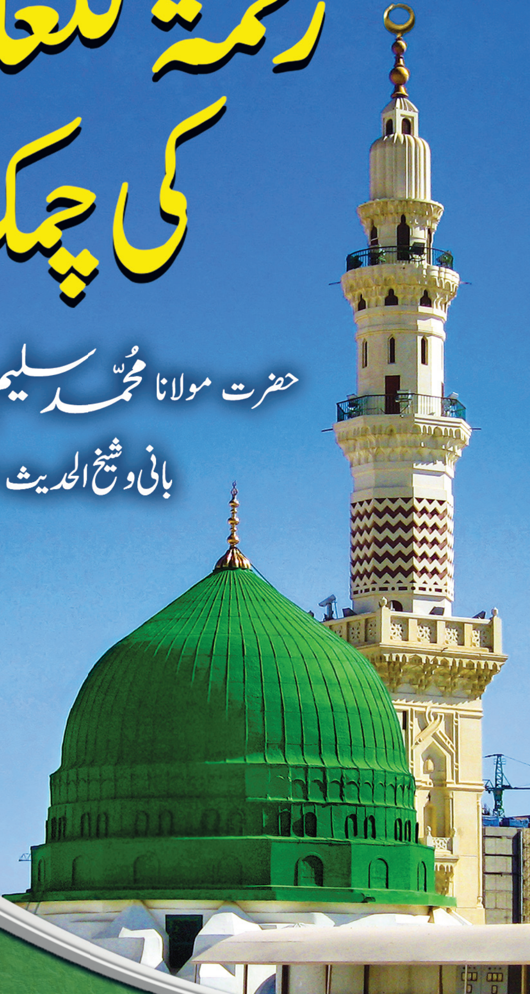

at-tazkiyah

تفصیلات

کتاب کا نام	:	رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چمک اور مہک
صاحبِ وعظ	:	حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
تاریخِ وعظ	:	۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ بمطابق ۷ فروری ۲۰۱۵ء
مقامِ وعظ	:	اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یو کے
ناشر	:	دار التزکیہ، لیسٹر، یو کے
ای میل	:	publications@at-tazkiyah.com
ویب سائٹ	:	www.at-tazkiyah.com

ملنے کا پتہ

Islāmic Da'wah Academy,
120 Melbourne Road, Leicester
LE2 0DS. UK.
t: +44 (0)116 2625440
e: info@idauk.org

فہرست

رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چمک اور مہک ۵
ایک عظیم احسان ۵
ہر عیب سے پاک ۷
سب سے زیادہ خوبصورت ۸
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور سورج سے بھی زیادہ روشن ۸
چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ چمک دار ۱۰
چاند سے تشبیہ دینا بھی انصاف ہے؟ ۱۰
آپ آئے تو سب کو ملی روشنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے دنیا وآخرت روشن ۱۳
قبر میں تین سوال ۱۴
جو دل میں ہوگا وہی زبان پر ظاہر ہوگا ۱۵
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے دنیا روشن ۱۶
تھے تو بشر مگر سیّد البشر ۱۷
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو خصوصیتیں ۱۸
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثال بہادری ۱۹
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو اور مہک ۲۲
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پُرنور شخصیت کی نورانی تعلیمات سے ظلم کی تاریکی کو دور کرو ۲۴
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ایمان کے لئے شرط ہے ۲۵

حدیث پر اشکال اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا بہترین جواب ۲۷
محبت کے باوجود اطاعت کیوں نہیں ہوتی؟ ۲۸
ذکرُ اللہ کی اہمیت ۳۰
حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے عشقِ نبوی کا ثمرہ ۳۰
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات کو اپنانے کا عزم کرو ۳۱
غیبت کے بارے میں حضرت ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب ارشاد ۳۲
تزکیہ کا واحد طریقہ ۳۴
حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحبت کی اہمیت ۳۴
بیانات کو صحیح نیت کے ساتھ سنو ۳۵
صحبت کا فائدہ ۳۶
صحبت کی برکت سے پتھر بھی خوشبودار بن گیا ۳۶
بُری صحبت ایمان کے لئے خطرناک ۳۷
بُری صحبت کی سنگینی ۳۸
دل کی زمین صاف کرنے کے لئے تین کام ۳۹
درودِ پاک کی برکت سے خوشبو ۴۰
درودِ پاک کی برکت سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توجّہ ۴۱
حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تعلق ۴۲
کرنے کے تین کام ۴۳
ماٰخذ و مراجع ۴۴

رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چمک اور مہک

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ والسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ، أَمَّا بَعْدُ: فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: ﴿قُلۡ إِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِي يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ط وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ﴾ (آل عمران:۳۱) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ، وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْأُمِّيُ الْكَرِيْمُ، وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ، وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ، سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ، اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِمَا عَلَّمْتَنَا وَعَلِّمْنَا مَا يَنْفَعُنَا. إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ.

ایک عظیم احسان

اللہ تعالیٰ شانہٗ کے لاکھوں اور کروڑوں احسانات میں سے جو بڑے بڑے احسانات ہیں، ان میں سے ایک عظیم احسان اللہ تعالیٰ شانہ کے پیارے نبی، ہمارے محبوب آقا، جنابِ محمدٌ رّسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک ہے، حضرت جبریلِ امین علیہ السلام نے ایک مرتبہ

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا

میں نے زمین کی مشرق اور مغرب کو چھان مارا۔

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت سے میں نے مشرقوں اور مغربوں کو خوب اُلٹ پُلٹ کر اچھی طرح دیکھا، برگزیدہ شخصیتوں کو بھی دیکھا، حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت داود علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام کو اچھی طرح دیکھا۔

فَلَمْ أَجِدْ رَجُلًا أَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[1]

میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ فضیلت اور بزرگی والا کسی کو نہیں پایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے جس میں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل اور خصائل بیان فرمائے ہیں، اس کے اخیر میں یہ جملہ ہے:

يَقُولُ نَاعِتُهٗ لَمْ أَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ[2]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ کو بیان کرنے والا یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا جمال و کمال والا نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی افضل شخص کو دیکھنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یہاں تو یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا بھی کسی کو نہیں دیکھا، اور کیسے دیکھتے جب اللہ تعالیٰ شانہٗ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کسی اور کو بنایا ہی نہیں۔

---

[1] المعجم الأوسط، ح(٦٢٨٥)

[2] سنن الترمذي، أبواب المناقب، باب ما جاء في صفة النبي صلّى اللّٰه عليه وسلّم، ح(٣٩٨٦)

ہر عیب سے پاک

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ
وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءَ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

میری آنکھ نے کبھی آپ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا، اور آپ سے زیادہ جمال والا کسی ماں نے کوئی بچہ نہیں جنا، آپ کو ہر عیب سے اس طرح پاک پیدا کیا گیا کہ گویا آپ کو آپ کی چاہت کے مطابق پیدا کیا گیا۔

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ، آپ ہر عیب سے پاک ہیں، آپ کی صورت بھی ہر عیب سے پاک ہے اور آپ کی سیرت بھی، آپ احسنُ الصّورت بھی ہیں اور احسنُ السّیرت بھی، آپ کی صورت بھی سب سے اعلیٰ ہے اور آپ کی سیرت بھی، آپ کی صورت میں بھی کوئی عیب نہیں ہے اور آپ کی سیرت میں بھی، كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے آپ کو آپ کی چاہت کے مطابق پیدا کیا ہے، ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آپ کو پیدا کر رہے تھے تو آپ کو پوچھ رہے تھے کہ میرے محبوب! تیری ناک کیسی بناؤں؟ تیری آنکھیں کیسی بناؤں؟ تیرے کان کیسے بناؤں؟ تیرے ہونٹ کیسے بناؤں؟ تیری انگلیاں کیسی بناؤں؟ آپ بتلاتے گئے اور اللہ بناتا گیا۔

سب سے زیادہ خوبصورت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خِلقت میں بھی سب سے اعلیٰ ہیں اور اخلاق میں بھی سب سے اعلیٰ، آپ اکمل الخَلق بھی ہیں اور اکمل الخُلق بھی، حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا[1]

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت چہرے والے تھے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا[2]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔

معلوم ہوا کہ صورت وسیرت دونوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی مقابلہ نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور سورج سے بھی زیادہ روشن

حضرت رُبَیِّع بنتِ مُعوِّذ رضی اللہ عنہا سے کسی نے عرض کیا:

صِفِيْ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میرے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کیجئے۔

مطلب یہ ہے کہ وہ اوصاف بیان کیجئے جن سے مجھے معلوم ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے تھے؟ ایسا سوال وہ پوچھتا ہے جس کے دل میں موصوف کی محبت ہو، جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو آدمی اس طرح کے سوال کرتا ہے، مثال کے طور پر ایک شخص کو حضرت شیخُ الحدیث

[1] صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلّى الله عليه وسلّم، ح(۳۵۴۹)

[2] صحيح مسلم، كتاب الآداب، باب تكنية الصغير، ح(۲۲۰۴)

صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے محبت ہے مگر اس نے انہیں دیکھا نہیں ہے، تو وہ اس شخص سے پوچھے گا جس نے حضرت شیخُ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے کہ حضرت شیخُ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کیسے تھے؟ ان کا چہرہ کیسا تھا؟ ڈاڑھی کیسی تھی؟ گفتگو کس طرح فرماتے تھے؟ کپڑے کیسے پہنتے تھے؟ وغیرہ وغیرہ۔

تو کسی نے حضرت رُبیِّع بنتِ مُعوِّذ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ میرے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کیجئے۔ جواب میں حضرت رُبیِّع بنتِ مُعوِّذ رضی اللہ عنہا نے بس ایک جملہ ارشاد فرمایا:

يَا بُنَيَّ! لَوْ رَأَيْتَهُ رَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً[1]

اے میرے پیارے بیٹے! اگر تیری نظر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر پڑتی تو تجھے ایسا محسوس ہوتا کہ سورج اپنی تمام تر تابانیوں کے ساتھ طلوع ہو رہا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ شَيْئاً أَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ[2]

میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین کسی چیز کو نہیں دیکھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سورج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور میں سمو گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ فرما رہے ہیں کہ میں نے کسی بھی چیز کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے خوبصورت تھے کہ دیکھنے والے کو ایسا محسوس

---

[1] شعب الإيمان، باب حبّ النبي صلّى الله عليه وسلّم، ح(۱۳۵۴)

[2] سنن الترمذي، أبواب المناقب، ح(۳۶۹۶)

ہوتا تھا کہ سورج کی ساری چمک آپ کے چہرۂ انور میں سموگئی ہے۔

چہرۂ انور چودہویں رات کے چاند سے بھی زیادہ چمک دار

ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ[1]

آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا مبارک چہرہ چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

حضرت جابر بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک چاندنی رات میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھا، میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چہرۂ انور کی طرف اور چاند کی طرف دیکھنے لگا اس حال میں کہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سرخ دھاری دار جوڑا پہنے ہوئے تھے، پس آں حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میری نظر میں چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔[2] مطلب یہ ہے کہ میں جب گھر سے باہر نکلا تو چاندنی رات میں میری نظر آں حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر پڑی، میں کبھی آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چہرۂ انور کو دیکھتا تھا تو کبھی آسمان میں چمکنے والے چاند کو، بالآخر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اللہ کے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چہرۂ انور کا مقابلہ یہ چودہویں رات کا چمکتا ہوا چاند بھی نہیں کرسکتا۔

چاند سے تشبیہ دینا بھی انصاف ہے؟

حضرت بَراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چہرۂ انور کے بارے میں پوچھا:

أَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ؟

کیا نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا چہرۂ انور تلوار جیسا تھا؟

---

[1] الشمائل المحمدية، باب ما جاء في خلق رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، ح(۸)

[2] سنن الترمذي، أبواب الأدب، باب ما جاء في الرخصة في لبس الحمرة للرجال، ح(۳۰۳۳)

دیکھو! سائل نے تشبیہ میں تلوار کا ذکر کیا اس لئے کہ تلوار چمک دار ہوتی ہے، سوال کا منشا یہ تھا کہ کیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ بھی تلوار کی طرح چمکدار تھا؟ حضرت بَراء بن عازب رضی اللہ عنہ جواب میں کہہ سکتے تھے کہ جی ہاں، تلوار کی طرح چمکدار تھا۔ مگر یہ جواب نہیں دیا اس لئے کہ اس میں اس غلط فہمی کا اندیشہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک چہرہ تلوار کی طرح چمکدار بھی تھا اور تلوار کی طرح لمبا بھی تھا، اس لئے آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

لَا، بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ[۱]

نہیں، بلکہ چاند جیسا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ تلوار جیسا نہیں تھا بلکہ چاند جیسا تھا اس لئے کہ چاند چمکدار بھی ہے اور گول ہونے کی وجہ سے خوبصورت بھی، مگر یہ صرف تشبیہ ہے، ایک اردو شاعر نے خوب کہا ہے:

چاند سے تشبیہ دینا بھی انصاف ہے؟

اگر کوئی ایسا کہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ چودہویں رات کے چاند کی طرح ہے، تو کیا یہ تشبیہ (comparison) انصاف ہے؟ نہیں، یہ انصاف نہیں ہے اس لئے کہ چاند پورا چمکدار نہیں ہوتا، اس میں جھائیاں ہوتی ہیں، اس میں craters ہوتے ہیں:

چاند سے تشبیہ دینا بھی انصاف ہے؟
چاند میں ہیں جھائیاں، حضرت کا چہرہ صاف ہے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تشبیہ تو کسی چیز کو قریب الی الفہم کرنے کے لئے دی جاتی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے جنّت کی نعمتوں کی تشبیہ دنیوی چیزوں سے دی ہے تاکہ ہم کسی نہ کسی درجے میں انہیں سمجھ سکیں کہ

[۱] صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلّى اللّٰه عليه وسلّم، ح(۳۵۴۸)

اچھا، جنّت کی نعمتیں ایسی ہوں گی، اسی طرح اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دنیا سے پردہ فرما لینے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چہرۂ انور کے حسن و جمال کو بھی سمجھنا ممکن نہیں ہے اس لئے تشبیہ دی جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا چہرۂ انور حسن و جمال میں سورج کی طرح یا چودھویں رات کے چاند کی طرح تھا۔

آپ آئے تو سب کو ملی روشنی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چہرۂ انور میں چمک تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دانتوں میں بھی چمک تھی، ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اگلے دو دانتوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دانتوں سے نور جیسی چمک نمودار ہوتی نظر آتی تھی۔[1] ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مسکراتے اور اس مسکراہٹ کی وجہ سے دانت کھل جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سامنے جو دیوار ہوتی تھی وہ چمک اُٹھتی۔[2]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا تو مبارک وجود ایسا تھا کہ اس سے پوری دنیا منوّر ہو گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی دنیا میں آمد سے پہلے ہر طرف تیرگی تھی، ظلمت تھی، تاریکی تھی، اندھیرا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تشریف آوری ہوئی تو پورا عالم جگمگا اٹھا۔

ہر طرف تیرگی تھی، نہ تھی روشنی
آپ آئے تو سب کو ملی روشنی
بزمِ عالَم سے رخصت ہوئیں ظلمتیں
جب حِرا سے ہُوِیدا ہوئی روشنی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

---

[1] الشمائل المحمدية، باب ما جاء في خلق رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، ح(۱۵)

[2] مصنّف عبد الرزّاق، كتاب الجامع، باب صفة النبي صلّى الله عليه وسلّم، ح(۲۱۴۱۴)

پیدائش سے لے کر موت تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک زندگی روشنی ہی روشنی ہے۔

اُسوۂ مصطفیٰ کی یہ تفسیر ہے
روشنی، روشنی، روشنی، روشنی
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نقل وحرکت روشنی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سکون روشنی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گفتگو روشنی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاموشی روشنی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیداری روشنی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نیند روشنی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے دنیا وآخرت روشن

ایک مرتبہ اکبر بادشاہ رات کو اٹھا اور بہت گھبرایا، رات کے اندھیرے کی وجہ سے اسے قبر کا اندھیرا یاد آ گیا اور فکر سوار ہوئی کہ جب رات کے اندھیرے سے اتنی وحشت ہو رہی ہے تو قبر میں کیا ہوگا؟ لوگوں نے بہت تسلّی دی مگر ہر شخص ناکام رہا، وہ anxiety (بے چینی) کا شکار ہو گیا، اس کے درباریوں میں سے بیربل نامی ایک غیر مسلم تھا، اسے بھی پتا چلا، وہ آیا اور اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت! قبر کے اندھیرے سے آپ بالکل بے فکر رہیں اس لئے کہ آپ کی قبر میں اندھیرا ہرگز نہیں ہوگا، وجہ اس کی یہ ہے کہ جب اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے اس وقت یہ دنیا اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تشریف لانے کے بعد پورا عالَم روشن ہو گیا، اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زمین کے اندر آرام فرما رہے ہیں، ان کی وجہ سے وہاں بھی روشنی ہوگی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ماننے والوں کی قبریں منوّر رہوں گی۔[1]

---

[1] حضرت تھانویؒ کے پسندیدہ واقعات، ص: ۸۸

قبر میں تین سوال

حدیث شریف میں آتا ہے کہ قبر میں فرشتے تین سوال پوچھتے ہیں:

مَنْ رَبُّكَ؟

تیرا رب کون ہے؟

اگر مؤمن ہوگا تو کہے گا:

رَبِّيَ اللّٰهُ

میرا رب اللہ ہے۔

مَا دِيْنُكَ؟

تیرا دین کیا ہے؟

اگر مؤمن ہوگا تو کہے گا:

دِيْنِيَ الْإِسْلَامُ

میرا دین اسلام ہے۔

اس کے بعد اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت کرائی جائے گی اور فرشتہ پوچھے گا:

مَا تَقُوْلُ فِيْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ؟

ان صاحب کے بارے میں تمہارا کیا کہنا ہے جن کو تم میں بھیجا گیا تھا؟

اگر وہ مؤمن ہوگا، اس کے دل میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت رچی بسی ہوگی تو وہ کہے گا:

هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ[1]

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

جو دل میں ہوگا وہی زبان پر ظاہر ہوگا

میرے بھائیو! جو دل سے ایمان لا کر دین داری اور ربانی والی زندگی گزارے گا، اس کی زبان پر یہ جواب بڑی آسانی سے جاری ہوجائیں گے، مگر جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں زندگی گزارے گا تو زبان پر وہ بات آئے گی جو دل میں ہوگی، جب آپ ایک پوپٹ (parrot) کو کلمۂ طیبہ یا سُبْحَانَ اللّٰهِ یا اذان یا سورۂ فاتحہ یا کچھ اور سکھاتے ہیں تو وہ پورا دن اسی کی رٹ لگاتا رہتا ہے، وہ اکیلے اکیلے بھی آپ کے سکھائے ہوئے کلمات کی رٹ لگاتا رہے گا، لیکن اگر کسی وقت اس پر بلّی حملہ کرے تو پھر وہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ نہیں کہے گا، وہ اپنی فطرت پر جائے گا اور چیں، چیں، چیں کرنے لگے گا، زبان سے لاکھ مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھو، لاکھ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہو، لیکن اگر یہ کلمہ دل میں راسخ نہیں ہوگا، پڑھنے والا ذاکر نہیں بنے گا، اللہ والا نہیں بنے گا، ایمان والا نہیں بنے گا، تو جب موت حملہ آور ہوگی اور ملکُ الموت روح قبض کرنے آئیں گے، تو اُس وقت زبان پر وہی آئے گا جو دل کے اندر رچا بسا ہے، اس لئے تزکیہ کی محنت کرکے اپنے باطن کو سنوارنے کی ضرورت ہے، کسی کو اس غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہئے کہ مجھے تو ان سوالوں کے جوابات معلوم ہی ہیں، قبر میں مجھے فرشتہ پوچھے گا تو میں بتلا دوں گا کہ میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے، جب تک یہ چیزیں دل میں نہیں اتریں گی اس وقت تک قبر میں جواب مشکل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ شانہٗ ان جوابات کو ہمارے قلوب میں راسخ فرمادیں۔ (آمین)

---

[1] إثبات عذاب القبر للبيهقي، ح(۲۰)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات سے دنیا روشن

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرۂ انور نور ہی نور تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسم مبارک نور ہی نور تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت نور ہی نور تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات نور ہی نور تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جہاں جہاں گئے اور یہ نورانی تعلیمات جہاں جہاں پہنچیں وہاں رحمتیں عام ہوئیں، برکتیں عام ہوئیں، ہدایت عام ہوئی، اور جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات کی روشنی نہیں پہنچ سکی وہاں آج تک اندھیرا ہے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود پہنچے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانی تعلیمات کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وارثین پہنچے وہاں نور پھیلا، وہاں رحمتیں عام ہوئیں، وہاں برکتیں عام ہوئیں، وہاں ہدایت عام ہوئی، اور جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہیں پہنچ سکے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نہیں پہنچ سکے، تابعین نہیں پہنچ سکے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سچّے وارثین جو علم و عمل کے جامع ہیں، جن کی زندگیاں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کردار سے مزین ہیں وہ نہ پہنچ سکے، جہاں ان تعلیمات کا نور نہیں پہنچ سکا، وہ جگہیں آج تک برکتوں اور رحمتوں اور ہدایت سے محروم ہیں۔

قدم قدم پہ برکتیں، نفس نفس پہ رحمتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیعِ عاصیاں گزر گیا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک لقب ''شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ'' ہے یعنی گنہگاروں کی سفارش کرنے والے، شفیعِ عاصیاں اس کی دوسری تعبیر ہے، مطلب یہ ہے کہ گنہگاروں کی سفارش کرنے والے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جہاں سے گزرے، ان کی تعلیمات کے حاملین جہاں سے گزرے، ان کی تعلیمات جہاں جہاں پہنچیں وہاں ہر ہر قدم پر برکتیں عام ہوئیں اور ہر ہر سانس پر رحمتوں کی بارش ہوئی۔

قدم قدم پہ برکتیں، نفس نفس پہ رحمتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیعِ عاصیاں گزر گیا
جہاں گزر نہیں ہوا وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

تھے تو بشر مگر سیّد البشر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پُرنور تھے، بشر تھے مگر سراپا نور، قرآن کا اعلان ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (الکھف:۱۱۰)

اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے جیسا ایک انسان ہی ہوں۔

مجھے تمہاری طرح نیند کا تقاضا بھی ہوتا ہے، کھانے کا تقاضا بھی ہوتا ہے، پینے کا تقاضا بھی ہوتا ہے، میں تمہاری طرح شادی بھی کرتا ہوں، میرے یہاں اولاد بھی ہوتی ہے، میں بھی بشر ہوں۔

میرے بھائیو! بشر ہونا کوئی تنقیص کی بات نہیں ہے، ہاں بشر بشر میں بھی فرق ہوتا ہے، تمام انسان بشر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سیّدُ البشر، جیسے یاقوت ایک پتھر ہے مگر اس کے لئے پتھر ہونا کوئی نقص کی بات نہیں ہے، اگر کوئی یہ کہے کہ یاقوت پتھر ہے تو یہ صحیح بات ہوگی اس لئے کہ حقیقت یہی ہے کہ وہ پتھر ہے، مگر اس میں اس کی کوئی تنقیص نہیں ہے اس لئے کہ یاقوت ہے تو پتھر مگر اس میں اور دوسرے پتھروں میں زمین آسمان کا فرق ہے، کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَيْسَ كَالْبَشَرِ
بَلْ هُوَ يَاقُوْتٌ وَالنَّاسُ كَالْحَجَرِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں مگر دوسرے بشر کی طرح نہیں، بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمنزلۂ یاقوت کے ہیں اور باقی سب لوگ عام پتھروں کے مانند ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریّت میں اور دوسرے انسانوں کی بشریّت میں فرق ہے، قرآن کہتا ہے:

﴿اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾ (الکہف:۱۱۰)

میں تمہارے جیسا بشر ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

مجھ میں اور تم میں فرق ہے، میرے سر پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کا تاج رکھا ہے اور میرے پاس وحی آتی ہے، اور یہ وحی ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) سے زیادہ اور نفوسِ قدسیہ کی طرف بھی آئی تھی، اس پاکیزہ برگزیدہ جماعت میں اللہ نے مجھے سب سے افضل بنایا ہے، مجھے سب پر فوقیت دی ہے، قیامت کے دن آدم علیہ الصّلاۃ والسّلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء علیہم السلام میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

خدا سے تو کم اور سب سے اعلیٰ
دو عالم سے بالا ہمارے محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو خصوصیتیں

تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر تھے مگر سراپا نور، روشنی سے بھرپور بشر تھے، پُرنور بشر تھے، اور جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک خصوصیّت روشنی اور چمک ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

دوسری خصوصیت خوشبو اور مہک ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں جاتے تھے وہاں کی فضاء آپ کی مہک سے معطّر ہو جاتی تھی، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا مَسِسْتُ حَرِيْرًا قَطُّ وَلَا دِيْبَاجًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[1]

میں نے کبھی کسی ایسے ریشم کو نہیں چھویا جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔

ایک طرف تو ایسی ہتھیلی کہ نرمی میں ریشم بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے اور دوسری طرف بہادری اتنی کہ اسی نرم ہتھیلی میں تلوار لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان میں اتر پڑتے اور کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقابلہ نہ کر پاتا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ بَدْرٍ وَنَحْنُ نَلُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ أَقْرَبُنَا إِلَى الْعَدُوِّ، وَكَانَ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ بَأْسًا[2]

میں نے ہم صحابہ کی جماعت کو بدر کے دن دیکھا اس حال میں کہ ہم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آڑ میں پناہ لے رہے تھے اور ہم لوگوں میں سے دشمن کے سب سے زیادہ قریب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، اور اس دن سب سے زیادہ قوت اور مضبوطی کے ساتھ لڑنے والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثال بہادری

غزوۂ حُنَین کے موقع پر ہوازن، بنوثقیف اور بنوغطفان مسلمانوں کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکے اور بھاگنے لگے، مسلمانوں کو خیال ہوا کہ دشمن شکست خوردہ ہو کر بھاگ چکا ہے،

---

[1] صحيح ابن حبّان، باب من صفته صلّى الله عليه وسلّم وأخباره، ح(۶۳۴۲)

[2] مسند أحمد، ح(۶۵۴)

انہوں نے اپنی جگہیں چھوڑ دیں اور مالِ غنیمت کی طرف متوجّہ ہوئے، جہاد کے بعد یہی ہوتا ہے، دشمن نے جب دیکھا کہ مسلمان اپنا مورچہ چھوڑ چکے ہیں اور ہماری طرف سے غفلت میں ہیں تو انہوں نے پلٹ کر حملہ کیا اور تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔[1] بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ وہ تیر اندازی میں اتنے ماہر تھے کہ جب وہ تیر پھینکتے تھے تو ان کے تیر مشکل سے خطا کرتے تھے۔[2] جب تیروں کی بوچھاڑ ہوئی تو مسلمانوں میں افراتفری کا ماحول پیدا ہو گیا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے پیچھے، دائیں بائیں صرف بارہ افراد رہ گئے جن میں سے سات شہید ہو گئے۔[3] انسانی فطرت ہے کہ جب وہ دباؤ میں آتا ہے تو پیچھے ہٹتا ہے، اور یہ پیچھے ہٹنا کبھی بھاگنے کے لئے ہوتا ہے اور کبھی پلٹ کر دوبارہ حملہ کرنے کے لئے، یہ ایک جنگی تدبیر ہوتی ہے کہ پیچھے ہٹنے کے بعد منظّم ہو کر دوبارہ آگے کی طرف بڑھیں گے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میدان چھوڑ کر دوبارہ آگے کی طرف بڑھنے کی نیت سے پیچھے ہٹ گئے، مگر ایسے حالات میں بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے نہیں ہٹے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے کی طرف بڑھ رہے تھے، خچر پر بیٹھے ہوئے تھے اور اسے ایڑ لگا رہے تھے تاکہ وہ آگے بڑھے، حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ بڑی مشکل سے آپ کی سواری کو روک رہے تھے۔[4] آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے کی طرف بڑھتے ہوئے فرما رہے تھے:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں نبی ہوں، جھوٹا نہیں ہوں، میں عبدُالمطلب کا پوتا ہوں۔[5]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قول الله تعالى ويوم حنين، ح(۴۲۹۸)

[2] صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب من صفّ أصحابه عند الهزيمة، ح(۲۹۳۰)

[3] البداية والنهاية: ۶/۹۵

[4] صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب في غزوة حنين، ح(۱۸۲۳)

[5] صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب من قال خذها وأنا ابن فلان، ح(۱۶۳)

میں کیوں پیچھے ہٹوں؟ میدان چھوڑ کر وہ بھاگا کرتا ہے جو جھوٹا ہوتا ہے، میں تو اللہ کا سچا نبی ہوں، ہماری خاندانی نجابت اور خاندانی شرافت بھی معروف ومشہور ہے، ہمارے اندر اچھی اچھی خصلتیں ہیں جن میں ایک شجاعت اور بہادری بھی ہے، اس کا بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے وافر حصّہ نصیب فرمایا ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سب سے زیادہ حسین وجمیل بھی تھے، سب سے زیادہ جود وسخاوت والے بھی تھے اور سب سے زیادہ بہادر بھی تھے، بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک رات تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آرام میں تھے، اچانک مدینے کے کنارے سے زور کی آواز آئی، سب پر خوف طاری ہوا کہ کسی دشمن نے حملہ تو نہیں کر دیا؟ وہ اپنے اپنے بستروں سے نکلے، ہتھیاروں کو سنبھالا اور گھوڑوں پر ابھی سوار بھی نہیں ہو پائے تھے کہ انہوں نے ایک سوار کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا، غور کیا تو اللہ کے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تھے، آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سب کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا:

لَمْ تُرَاعُوْا، لَمْ تُرَاعُوْا

ڈرنے کی ضرورت نہیں، ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

میں مدینہ منوّرہ کی سرحد کا چکر لگا کر آرہا ہوں، خوف کی کوئی بات نہیں ہے، روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ کے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر بغیر زین (saddle) کے سوار ہو کر تشریف لے گئے تھے، آپ اپنے گھر سے بہت تیزی سے نکلے، سوار ہوئے، گھوڑے کو دوڑایا اور تنِ تنہا پورے مدینہ منوّرہ کی سرحد کا چکّر لگا کر واپس آ گئے، آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آرام سے لیٹے نہیں رہے بلکہ خود بنفسِ نفیس تشریف لے گئے، واپسی پر آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ بھی فرمایا:

وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

ہم نے تو اس گھوڑے کو سمندر جیسا پایا۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے اس گھوڑے کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ سست رفتار گھوڑا تھا، بس یہ معجزہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے وہ گھوڑا اتنا تیز رفتار ہوگیا کہ اس کے بعد کوئی گھوڑا اس کا مقابلہ نہ کرسکا۔[2]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو اور مہک

عرض یہ کر رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں کہیں تشریف لے جاتے نور ہی نور پھیلتا، رحمت ہی رحمت پھیلتی، برکت ہی برکت پھیلتی، خوشبو ہی خوشبو پھیلتی، مہک ہی مہک پھیلتی، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا مَسِسْتُ حَرِيْرًا قَطُّ وَلَا دِيْبَاجًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے کبھی کسی ایسے ریشم کو نہیں چھویا جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔

وَلاَ شَمَمْتُ رِيْحًا قَطُّ وَلَا عَرَقًا أَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ عَرَقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[3]

اور میں نے کبھی کسی خوشبو یا پسینے کو نہیں سونگھا جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے سے زیادہ خوشبودار ہو۔

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب إذا فزعوا بالليل، ح(۳۰۵۲)، باب الركوب على الدّابّة الصعبة، ح(۲۸۶۹)

[2] مسند أحمد، ح(۱۳۷۴۷)

[3] صحيح ابن حبّان، باب من صفته صلّى اللّٰه عليه وسلم وأخباره، ح(۶۳۴۲)

حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب حضرت امِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے جاتے اور قیلولہ فرماتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے چمڑے کا بستر بچھاتی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آرام فرماتے، اس چمڑے کے اوپر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسینے کے قطرے جمع ہوجاتے، حضرت امِّ سُلیم رضی اللہ عنہا پسینے کے ان قطروں کو شیشیوں میں جمع کر لیتی تھیں۔ ایک مرتبہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امّ سلیم رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ امِّ سُلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! پسینے کے ان قطروں کو جمع کر لیتی ہوں اور پھر جب خوشبو استعمال کرتی ہوں تو اس کو بھی ساتھ ملا لیتی ہوں۔[1]

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب مدینہ منوّرہ کی کسی گلی سے گزرتے تو لوگوں کو خوشبو کا احساس ہوتا جس پر وہ کہتے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس راستے سے گزرے ہیں۔[2] خوشبو بتا رہی ہوتی تھی، دیر تک خوشبو مہکتی تھی، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب کسی بچے کے سر پر شفقت سے ہاتھ مبارک رکھتے تو وہ بچہ پورا دن باقی دوسرے بچوں میں ممتاز رہتا اس لئے کہ اس بچے کے سر سے خوشبو پھوٹتی تھی۔[3]

چشمِ موسیٰ اور ہے، چشمِ محمّد اور ہے
طورِ سیناء اور ہے، عرشِ معلّی اور ہے
گُل کو کیا نسبت بھلا، اُس گُلِ لال رنگ سے
اُس کی خوشبو اور ہے، اِس کی خوشبو اور ہے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

---

[1] صحیح مسلم، کتاب المناقب، باب طیب عرق النبي صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم، ح(۲۴۰۵)

[2] مسند البزّار، ح(۷۱۱۸)

[3] دلائل النبوة للبیهقي: ۱/۲۸۵

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پُرنور شخصیت کی نورانی تعلیمات سے ظلم کی تاریکی کو دور کرو

میرے بھائیو! اس ذاتِ گرامی کی محبت کو اپنے دل میں بساؤ اور ان کی تعلیمات سے اپنی زندگی کو آراستہ کرو، اس کی برکت سے دنیا میں چمک پیدا ہوگی اور مہک پھیلے گی، آج کی نشست کے حوالے سے یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ اس عظیم شخصیّت کی محبت سے دل کو منوّر کرو اور ان کی تعلیمات سے زندگی کو مزیّن کرو، اس سے ان شاء اللہ پوری دنیا میں چمک عام ہوگی، روشنی عام ہوگی اور برائیوں کی تاریکیاں دور ہوں گی۔

ظلم بھی ایک برائی ہے جسے اللہ تعالیٰ شانہٗ پسند نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِينَ﴾ (آل عمران:۵۷)

اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اِتَّقُوا الظُّلْمَ

تم ظلم سے بچو!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں سے خطاب فرمارہے ہیں کہ تم ظلم سے بچو، کسی پر ظلم مت کرنا، نہ مسلمانوں پر نہ غیر مسلموں پر، ظلم کی ہماری شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ہے، اس لئے نہ کسی انسان پر ظلم کرنا نہ کسی جانور پر، کیوں؟

فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[1]

اس لئے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی شکل میں ہوگا۔

حضراتِ محدّثین نے اس کی دو توجیہات بیان فرمائی ہیں، ایک یہ کہ ظلم قیامت کے دن

[1] صحیح مسلم، کتاب البرّ والصّلة، باب الأمر باتقاء الظلم، ح(۲۶۶۱)

سختیاں بن کر آئے گا، سختیوں کو تاریکیاں اس لئے کہا گیا کہ جہاں اندھیرا ہوتا ہے وہاں مشقت اُٹھانی پڑتی ہے، جس طرح اندھیروں میں مشقت اُٹھانی پڑتی ہے اسی طرح ظلم کرنے والا ظلم کی وجہ سے قیامت کے دن بہت مشقت اُٹھائے گا، خلاصہ یہ ہے کہ ظلم سے بچو اس لئے کہ ظلم حشر کے وقت، حساب کے وقت اور پُل صراط پر مشقتوں کا باعث ہوگا۔

دوسری توجیہ اس حدیثِ پاک کی یہ ہے کہ تم ظلم سے بچو اس لئے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن کر آئے گا جو تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیں گی اور تم میدانِ محشر میں ٹھوکریں کھاتے پھروگے اور جب پُل صراط پر سے گزرنے کا مرحلہ آئے گا تو پھسل کر جہنّم میں گروگے۔[۱]

میرے بھائیو! یہ ظلم اندھیرا ہے اور اندھیرا اندھیرے سے دور نہیں ہوسکتا، اندھیرے کو دور کرنے کے لئے روشنی چاہیئے، اگر ہم اپنے آپ کو انفرادی حیثیت سے یا اجتماعی حیثیت سے ظلم کا شکار محسوس کرتے ہیں تو ہمیں سمجھ لینا چاہیئے کہ اس اندھیرے کو دور کرنے کے لئے ہمیں روشنی کی ضرورت ہے، اور وہ روشنی جنابِ محمدٌ رّسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہے، جنابِ محمدٌ رّسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات ہے، جنابِ محمدٌ رّسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سکھلائے ہوئے اخلاق ہے، ظلم کے اندھیروں کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت، کردار اور اخلاق کی روشنی سے دور کیا جا سکے گا، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی تعلیمات کو سیکھیں اور انہیں اپنی زندگی میں لائیں تا کہ اسلام کی چمک بھی عام ہو اور اسلام کی مہک بھی عام ہو اور اس کے نتیجے میں اُمّتِ مسلمہ کو چاردانگِ عالم میں محبوبیّت نصیب ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ایمان کے لئے شرط ہے

میرے شیخ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ہر

[۱] مرقاۃ المفاتیح: ۴/۳۲۰

مؤمن کے دل میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت ضرور ہوتی ہے، اگر محبت نہ ہوتو پھر ایمان خطرے میں ہے۔

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نماز اچھی، روزہ اچھا، زکوٰۃ اچھی، حج اچھا
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں خواجۂ طیبہ کی عزّت پے
خدا شاہد ہے کہ کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آپ ہی ہیں مقصود ہمارے
دل کے اُجالے آنکھ کے تارے
آپ پہ میری جان ہے قرباں
آپ ہیں مجھ کو جاں سے پیارے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

محمد ہے متاعِ عالَمِ ایجاد سے پیارا
پِدر، مادر، بِرادر، مال و جان، اولاد سے پیارا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ [1]

تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ اس حدیثِ پاک میں کمالِ ایمان کی نفی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک کائنات کی ہر چیز سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔[2] معلوم ہوا کہ جن کے دلوں میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہر چیز کی محبت سے زیادہ نہ ہو وہ کامل مؤمن نہیں ہوں گے بلکہ ناقص مؤمن ہوں گے، علماء کی دوسری جماعت فرماتی ہے کہ یہاں نفسِ ایمان ہی کی نفی ہے، اگر کسی کے نزدیک اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ ماں باپ، بیوی بچّوں اور باقی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں تو ایسا شخص مؤمن ہی نہیں ہے۔[3]

حدیث پر اشکال اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا بہترین جواب

ایک شخص نے حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حدیث کا مضمون یہ ہے کہ جب تک ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دوسری تمام چیزوں کی محبت سے زیادہ نہ ہو اس وقت تک ایک شخص مؤمن نہیں ہوسکتا، میں جب اپنے دل کو ٹٹولتا ہوں تو اپنے والد کی محبت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے زیادہ محسوس کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ خان صاحب! ایسا نہیں ہے، آپ کے دل میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت آپ کے والد کی محبت سے زیادہ ہے اس لئے کہ ہر مؤمن کے دل میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہر چیز کی محبت

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب حبّ الرسول من الإيمان، ح(١٥)

[2] إرشاد الساري: ١/١٣٨

[3] فتح الملهم: ١/٤٢٦

سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں حضرت، میں اپنے دل کی حالت کو جانتا ہوں، میرے دل میں میرے والد کی جتنی محبت ہے اتنی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں ہے۔ حکیم الاُمّت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بہت اچھی بات ہے، ایک ہماری رائے ہے اور ایک آپ کی، چلو اس موضوع کو رہنے دیجئے۔ حضرت نے آگے بحث نہیں کی اس لئے کہ حضرت ایک حکیمانہ طریقے سے اسے سمجھانا چاہتے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ مبارک چھیڑ دیا، زبان ہو حکیمُ الاُمّت کی اور ذکر مبارک ہو آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، سبحان اللہ! مجلس کی کیفیت کیا رہی ہوگی! خان صاحب اس مبارک تذکرے سے جُھومنے لگے، کچھ وقت ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گزرا، اس کے بعد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خان صاحب! ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو چکا، اب آپ کے ابّا کا کچھ تذکرہ ہو جائے۔

خان صاحب کہنے لگے کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدّس تذکرہ ہو رہا تھا اور آپ نے میرے والد کا ذکر شروع کر دیا؟ اس پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب تو آپ کو یقین ہو گیا ہوگا کہ آپ کے دل میں بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت آپ کے ابّا کی محبت سے زیادہ ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے بجائے اپنے والد کے تذکرے سے آپ کو تکلیف کیوں ہوئی؟[۱]

محبت کے باوجود اطاعت کیوں نہیں ہوتی؟

میرے بخاری شریف کے استاذِ محترم، ساکنِ بقیع، حضرت اقدس مولانا اسلامُ الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کے درس میں ایک قیمتی بات بتلائی تھی کہ محبت کا پتا ٹکراؤ اور مقابلے کے وقت چلتا ہے، مثال کے طور پر آپ بظاہر ایسا محسوس کر رہے ہیں کہ مجھے اپنی

---

[۱] اصلاحی مواعظ: ۱/۷۶

بیوی سے جتنی محبت ہے اتنی ماں سے نہیں ہے، لیکن جب دونوں میں ٹکراؤ کی شکل پیدا ہوگی تب اصل حقیقت معلوم ہوگی کہ آپ کو کس سے زیادہ محبت ہے، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا صحیح پتا بھی ٹکراؤ کے وقت معلوم ہوگا، ماں باپ یا بیوی بچوں میں سے کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گستاخی کر بیٹھے تو دیکھو کہ دل کی کیفیت کیا ہے؟

عرض یہ کر رہا تھا کہ میرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ الحمدللہ، ہر مؤمن کے دل میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت ہے اور ہر چیز سے بڑھ کر ہے، نہ ماں باپ سے ایسی محبت ہوتی ہے، نہ اولاد سے، نہ بیوی سے، نہ کسی اور سے۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر محبت ہر چیز سے زیادہ ہے تو اطاعت کیوں نہیں ہے؟ اس لئے کہ قاعدہ ہے:

تَعْصِي الرَّسُوْلَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ
هٰذَا لَعَمْرِيْ فِي الْفِعَالِ عَجِيْبُ
لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهٗ
إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيْعُ

تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا اظہار بھی کرتا ہے کہ میں عاشقِ رسول ہوں، یہ تو عجیب وغریب بات ہے، اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تیری محبت سچی ہوتی تو تُو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کرتا اس لئے کہ قاعدہ ہے کہ مُحب ہمیشہ محبوب کی مرضی کے مطابق چلتا ہے۔

میرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ محبت کی یہ چنگاری ناجائز خواہشات، نفسانی لذّات، مادّی تعلقات، دنیوی مفادات اور آخرت سے غفلت کی راکھ میں دَب گئی ہے، محبت تو ہے اور سب سے بڑھ کر ہے، مگر خواہشات اور غفلت کی راکھ میں دَب گئی ہے، اسے ذرا باہر نکالو اور ذکرِ الٰہی کی ہوا دو، پھر اس کی گرمی دیکھو، راکھ کے نیچے دل

کے اندر عشقِ نبوی کی جو چنگاری ہے وہ آگ بنے گی اور پھر بھڑکنے لگے گی، اور جب یہ بھڑک اُٹھے گی تو پھر اس کی چمک اور مہک پورے عالَم میں عام ہو جائے گی۔[1]

ذکرُ اللہ کی اہمیت

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس ملفوظ میں ہمیں تزکیہ کی طرف متوجّہ کیا ہے کہ اللہ کا ذکر کرو، ''اللہ، اللہ'' کرو، دل میں محبت کی چنگاری موجود ہے مگر اس کے اوپر خواہشات کی راکھ آ گئی ہے، اب محبت کی اس چنگاری کو کیسے بھڑکایا جائے؟ اسی طرح جس طرح آگ کی چنگاری کو پھونک مار کر بھڑکایا جاتا ہے، ذکرِ اِلٰہی کی پھونک مارو، اَللّٰہ، اَللّٰہ، اَللّٰہ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، کی پھونک مارو، ذکرِ اِلٰہی کی پھونک سے عشقِ نبوی کی آگ بھڑکے گی، اور جب عشقِ نبوی کی آگ بھڑکے گی تو سب سے پہلے ذکر کرنے والے کی زندگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات سے آراستہ ہوگی، وہ اپنی زندگی میں چمک اور مہک محسوس کرے گا، اور جب یہ ہوگا تو پھر یہ جہاں کہیں جائے گا وہاں بھی لوگ برکتیں اور رحمتیں محسوس کریں گے، ایسے شخص کو دیکھ کر لوگ سکون محسوس کریں گے اور نبوی تعلیمات کی طرف متوجّہ ہوں گے۔

حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے عشقِ نبوی کا ثمرہ

حضرت خواجہ معینُ الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا دل عشقِ اِلٰہی اور اور عشقِ نبوی سے معمور تھا، اس لئے آپ کی زندگی میں چمک اور مہک عیاں تھی، آپ جہاں جاتے تھے قدم قدم پہ برکتیں اور نفس نفس پہ رحمتیں عام ہوتی تھیں، نتیجہ یہ ہوا کہ نوّے لاکھ (۹ مِلین) غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔[2]

---

[1] اصلاحی مواعظ: ۱/ ۷۹

[2] تاریخ مشائخ چشت، ص: ۱۶۶

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو اپنانے کا عزم کرو

میرے بھائیو! آج ہماری ترقّی اسی لئے نہیں ہو رہی ہے، ہم مظلوم اسی لئے ہیں کہ جو اصل problem (مسئلہ) ہے اس کی طرف توجّہ کرنے کے لئے ہم تیار نہیں ہیں، ہم اِدھر اُدھر دوسروں کی طرف انگلی اٹھانے کے عادی ہو گئے ہیں کہ فلاں ہمارے حقوق کو پامال کر رہا ہے، یہ کام بہت آسان ہے، اس میں کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی، ذکرِ اِلٰہی میں تو محنت چاہئے، مجاہدہ چاہئے، عشقِ نبوی سے اپنے دل کو روشن کرنے میں محنت چاہئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور فرماں برداری میں محنت چاہئے، محنت والا کام کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں، اسی لئے اس بات کو قبول کرنے کے لئے ہم تیار نہیں ہیں کہ قصوروار ہم خود ہیں۔

أَعْمَالُكُمْ عُمَّالُكُمْ

تمہارے اعمال (کے مطابق) تمہارے حکّام ہوں گے۔

جیسے ہمارے اعمال ہوں گے ہمارے اوپر ویسے ہی لوگوں کو مسلّط کیا جائے گا، جیسے اعمال ویسے حکمران، جیسے اعمال ویسے پولیس افسران، اعمال اچھے ہوں گے تو حکمران اچھے ہوں گے اور اعمال بُرے ہوں گے تو حکمران بُرے ہوں گے، قصور ہمارا اپنا ہے کہ رحمت والے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت والی تعلیمات کو ہم نے چھوڑ دیا، اگر ہم رحمت والے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت والی تعلیمات کو اپناتے تو نور عام ہوتا، ہدایت عام ہوتی، رحمتیں عام ہوتیں، برکتیں عام ہوتیں، محبتیں عام ہوتیں، امن عام ہوتا، سکون عام ہوتا، چین عام ہوتا، اس لئے آج یہاں سے یہ عزم لے کر اُٹھو کہ ہمیں اپنے دل پر محنت کرنی ہے، دل کو ذکرِ اِلٰہی سے منوّر کرنا ہے، دل کو ذکرِ اِلٰہی کی پھونک سے روشن کرنا ہے تاکہ عشقِ نبوی کی آگ بھڑک اٹھے، اور پھر ہمارے دل میں بلکہ پورے جسم میں چمک نظر آئے، پھر اس دل میں حسد نہیں رہے گا، کینہ نہیں رہے گا، بغض نہیں رہے گا۔

غیبت کے بارے میں حضرت ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب ارشاد

حضرت اِیاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ یاد آ گیا، ان کے ایک ساتھی کہتے ہیں کہ میں اِیاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، وہاں ایک اور شخص بھی تھا، میں مجلس سے اُٹھنا چاہتا تھا مگر مجھے یہ خیال آ رہا تھا کہ میرے جانے کے بعد یہ شخص حضرت اِیاس سے میرے خلاف کچھ بات کرے گا۔ آج ہم سب کا یہی حال ہے، ہر شخص دوسرے سے بدگمانی کرتا ہے، ہم حسد، کینہ وغیرہ برائیوں کے مجرم ہیں، غیبت، چغل خوری، بہتان ہماری زندگیوں کا حصّہ ہے، یہ ہے ہماری مسلمانی! اس پہ ہم ناز کرتے ہیں! میں شراب پینے والے، زنا کرنے والے، چوری کرنے والے طبقے کی بات نہیں کر رہا ہوں، میں عمامہ پہننے والے، ڈاڑھی رکھنے والے، لمبا کرتہ پہننے والے، پانچ وقت کی نمازیں پڑھنے والے، نماز کے لئے صفِ اوّل میں جگہ تلاش کرنے والے، تہجّد پڑھنے والے، دعوت وتبلیغ میں وقت لگانے والے، خانقاہوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی بات کر رہا ہوں، میں ان کی بات کر رہا ہوں جنہیں لوگ دین دار کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔

تو اس نے کہا کہ مجھے یہ خیال آ رہا تھا کہ اگر میں یہاں سے اُٹھ گیا تو یہ میرے خلاف بات کرے گا۔ میں بیٹھا رہا، جب وہ چلا گیا تو میں نے حضرت اِیاس سے اس کے بارے میں کچھ عرض کیا۔ حضرت ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ خاموشی سے میری بات سنتے رہے، جب میں فارغ ہو گیا تو مجھ سے پوچھا:

أَغَزَوْتَ الدَّيْلَمَ؟

دیلم میں جو جہاد ہوا، کیا تم اس میں لڑنے کے لئے گئے تھے؟

میں نے عرض کیا کہ نہیں۔

پھر پوچھا:

فَغَزَوْتَ السِّنْدَ؟

سندھیوں سے بھی مسلمانوں کی جنگ ہوئی تھی، کیا تم اس میں تھے؟

میں نے دوبارہ عرض کیا کہ نہیں۔

پھر پوچھا:

فَغَزَوْتَ الْهِنْدَ؟

اہلِ ہند سے بھی مسلمانوں کی جنگ ہوئی تھی، کیا تم اس میں شریک تھے؟

میں نے عرض کیا کہ نہیں۔

پھر پوچھا:

فَغَزَوْتَ الرُّوْمَ؟

کیا تم رومیوں کے خلاف لڑنے والوں میں شریک تھے؟

میں نے پھر عرض کیا کہ نہیں۔

اس پر حضرت اِیاس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بہت افسوس کی بات ہے کہ دیلمی، سندھی، ہندی اور رومی سب تمہاری تلوار سے محفوظ رہے، لیکن تمہارا مسلمان بھائی تمہاری زبان سے محفوظ نہیں رہ سکا۔ وہ اچھے لوگ تھے اس لئے اپنے سبق آموز واقعات خود ہی بیان کرتے تھے تاکہ لوگوں کو نفع ہو، حضرت کی زبان سے نکلنے والی اس بات کا ان کے دل پر یہ اثر ہوا کہ اس کے بعد ان کی زبان سے کسی کی غیبت نہیں ہوئی۔[1]

---

[1] تاریخ دمشق: ۱۰/۱۸

تزکیہ کا واحد طریقہ

میرے بھائیو! اسلام کے اس آپسی تعلقات کے پہلو کو بھی ہماری زندگیوں میں لانے کی ضرورت ہے، نمازوں کا بھی اہتمام ہو، اللہ کے راستے میں خرچ کرنا بھی ہو، قرآن کی تلاوت بھی ہو، اللہ کا ذکر بھی ہو، اور اس پہلو پر بھی عمل ہو، اور یہ تب ہی ہوگا جب دل کا تزکیہ ہوگا، اور دل کا تزکیہ اس وقت ہوگا جب ذکر کی کثرت ہوگی، صلحاء کے ساتھ اپنا تعلّق جوڑا جائے گا، ان کی صحبتوں میں اس نیت سے بیٹھا جائے گا کہ میرا دل بیمار ہے، میں ان بزرگ کی صحبت میں بیٹھوں گا تو ان شاء اللہ میرے دل پر ان کی اچھائی کا اثر پڑے گا جس کے نتیجے میں وہ مجلّی اور مصفّٰی ہوگا، مشائخ کی دل میں عظمت بھی ہو، محبت بھی ہو اور عقیدت بھی کہ یہ اللہ والے ہیں، طلب بھی ہو کہ میں ان سے روحانی دولت حاصل کرنا چاہتا ہوں، احتیاج بھی ہو کہ اگر میں ان سے کچھ حاصل نہ کر سکا تو پتا نہیں آخرت میں میرا کیا حال ہوگا، تو عظمت، محبت، عقیدت، طلب، احتیاج اور ادب کے ساتھ ان کی صحبت سے فائدہ اُٹھاؤ اور ذکر کی کثرت کرو، میرے بھائیو! بیانات کو سننا اپنی جگہ، کتابوں کو پڑھنا اپنی جگہ، مگر اس سے وہ چیز حاصل نہیں ہوتی جو صحبت سے ہوتی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحبت کی اہمیت

حضرت شیخُ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبدُ الماجد صاحب دریابادی کو ایک خط لکھا کہ حضرت حکیمُ الاُمّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کچھ مدت کے لئے لکھنؤ تشریف لائے ہوئے ہیں اور لکھنؤ دریاباد سے قریب ہے، میرا جناب کو مشورہ ہے کہ آپ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں اور فائدہ اُٹھائیں۔ مولانا عبدُ الماجد صاحب دریابادی اپنے دور کے ایک بڑے صاحبِ قلم عالم تھے، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن میں شاید یہ بات آئی ہوگی کہ یہ ایک کام کے آدمی ہیں، اگر حضرت حکیم

الاُمّت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فائدہ اٹھالیں گے تو اُمّت کو ان سے بہت زیادہ فائدہ پہنچے گا، بہر حال آپ نے مولانا عبد الماجد صاحب کو متوجہ کیا کہ آپ کو لکھنؤ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا اہتمام خوب رکھنا چاہیے اور حضرت کی صحبت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ مولانا عبدُ الماجد صاحب نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ پر جواب لکھا جس میں اپنی کچھ معذوریاں پیش کیں اور ساتھ میں یہ بھی لکھا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے چھپے ہوئے ملفوظات سے بھی فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا خط بھیجا جس میں آپ نے لکھا کہ میرے خیال سے حضرت کی زیارت اور ملفوظات دونوں مقصود نہیں ہیں، اصل مقصود تو صحبت ہے، اعمال کی پختگی، دین کی مضبوطی، ایمان کی حرارت وغیرہ میں اہل اللہ کی صحبت ایک مستقل حیثیت اور اہمیت رکھتی ہے جس کی نظیر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہنے کا اہتمام ہے، اس لئے آپ حکیمُ الاُمّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ اور ملفوظات پڑھنے پر اکتفا نہ کریں، آپ لکھنؤ جا کر جتنا زیادہ ہوسکے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیضیاب ہوں۔[۱]

بیانات کو صحیح نیت کے ساتھ سنو

میرے بھائیو! ہم لوگ بیانات کو شوقیہ سننے کے عادی ہو گئے ہیں، آج کل بیانات تفریحِ طبع کے لئے سنے جاتے ہیں، پروگرام بھی بہت ہو رہے ہیں، کانفرنسیں بھی بہت ہو رہی ہیں، ہفتہ واری اور ماہانہ پروگرام بھی خوب ہو رہے ہیں، اِس مقرّر کو بلاتے ہیں، اُس مقرّر کو بلاتے ہیں، سوچ یہ ہوگئی ہے کہ ایسا مقرّر آنا چاہیے جو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جمع کر سکے، پھر واہ واہ ہو کہ بڑا زبردست پروگرام ہوا، پھر ہر مہینے اس طرح کا ایک کامیاب پروگرام ہو جایا کرے، مگر assessment (تجزیہ) کوئی نہیں کرتا کہ پروگراموں کے

---

[۱] حکیم الاُمّت، نقوش وتاثرات، ص: ۴۸۴

نتیجے میں بستی میں کچھ فرق آرہا ہے یا نہیں؟ ہمارے نوجوانوں میں کچھ بہتری آرہی ہے یا نہیں؟ سب کو بس بیانات، کانفرنس اور اجتماعات کا شوق ہے، اصلاح کی فکر نہیں، تزکیہ کی فکر نہیں، عملی زندگی کی فکر نہیں کہ گناہوں سے توبہ کریں، زندگیوں کو گناہوں سے پاک رکھیں، عمل پر آئیں اور اللہ سے جُڑیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّتوں کا اتباع کریں تاکہ اللہ کی رضا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہو۔

صحبت کا فائدہ

میرے بھائیو، یہاں سے عزم لے کر جاؤ کہ ہمیں نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی ہے اور ان سے فائدہ اٹھانا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایمان کی حالت میں جس نے ایک لمحے کے لئے بھی دیکھ لیا وہ صحابی ہوگیا، اب اُمّت میں سے کوئی شخص اس کا مقابلہ نہیں کرسکے گا، یعنی صحبتِ نبوی کی برکت سے روحانیّت میں اتنی ترقی ہوگئی کہ اُمّت میں سے کوئی شخص اس درجے تک نہیں پہنچ سکے گا، میرے بھائیو! صحابہ رضی اللہ عنہم کو کس عمل نے اتنا بلند کردیا؟ تہجّد کی کثرت نے؟ اللہ کے راستے میں نکلنے نے؟ ذکرواذکار نے؟ نہیں، سیّدُ المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت نے، صحابہ رضی اللہ عنہم کو اتنا بلند مقام صرف صحبتِ نبوی کی برکت سے حاصل ہوا۔

صحبتِ صالح تُرا صالح کند
صحبتِ طالح تُرا طالح کند

اچھے کی صحبت تجھے اچھا بنائے گی
بُرے کی صحبت تجھے بُرا بنائے گی

صحبت کی برکت سے پتھر بھی خوشبودار بن گیا

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار میں ایک مضمون ہے کہ ایک مرتبہ میں حمّام میں گیا، وہاں

ایک محبوب کی طرف سے میرے ہاتھ میں خوشبودار مٹی آئی، میں نے اس مٹی سے بات کی کہ میں تیری دلکش خوشبو سے مست ہوں، تو کیا مشک ہے یا عبیر؟ مٹی نے کہا کہ میں نہ مشک ہوں نہ عبیر، میں تو ایک ناچیز مٹی ہوں۔لیکن میں ایک زمانے تک پھول کے ساتھ رہی ہوں، اس نے مجھ میں اثر کیا اور خوشبودار بنادیا۔[۱]

بُری صحبت ایمان کے لئے خطرناک

میرے بھائیو! صلحاء کی صحبت اختیار کرو اور بری صحبتوں سے بچو، اور بُری صحبتوں میں سب کچھ آگیا، برالٹریچر (literature) بھی بُری صحبت ہے، انٹرنیٹ پر غلط چیزیں بھی بُری صحبت ہیں، newspaper (اخبار) میں نازیبا چیزیں بھی بُری صحبت ہیں، ہر شخص کو احتیاط سے کام لینا چاہئے، دیکھنا چاہئے کہ کیا پڑھ رہے ہیں اور کیا دیکھ رہے ہیں، آج کل اکثر لوگ عوام وخواص دونوں یوٹیوب (YouTube) پر جاتے ہیں اور بلاسوچے چیزوں کو دیکھتے ہیں، اس میں بدنظری بھی ہوتی ہے، بیان بھی ہر کسی کا سنتے ہیں، کچھ پتا نہیں ہوتا کہ مقرِّر کے خیالات کیا ہیں؟ اس کے عقائد کیا ہیں؟ اس کے اعمال کیسے ہیں؟ سننے سے پہلے یہ باتیں معلوم کرنی چاہئے، میرے بھائیو! فساق لوگ اور غلط نظریات کے حاملین کی باتیں سننے سے دل کو آہستہ آہستہ ظلمت گھیرتی ہے اور اس میں شکوک وشبہات اور غلط نظریات کے بیج پڑتے ہیں، پھر ایک وقت آتا ہے کہ ایمان ہی سے محرومی ہوجاتی ہے۔

میرے استاذِ محترم حضرت مولانا ہاشم صاحب دامت برکاتہم سے ایک واقعہ میں نے کئی مرتبہ سنا کہ ایک بزرگ کے کانوں میں کسی کی تلاوت کی آواز آئی، انہوں نے جلدی سے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اس شخص سے دور چلے گئے، جب اطمینان ہوا کہ اب اس کی تلاوت کی آواز میرے کانوں میں نہیں آرہی ہوگی تب انگلیوں کو ہٹا کر فرمایا کہ وہ فسق و

---

[۱] گلستاں (مترجم)، ص:۱۱

فجور میں مبتلا شخص ہے، کھلّم کھلاّ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے فسق وفجور کی گندگی کی وجہ سے کہیں مجھے قرآن کا پیغام سمجھنے میں غلطی نہ لگ جائے۔

حکیمُ الاُمّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے دین آدمی اگر دین کی باتیں بھی کرتا ہے تو ان میں ظلمت ملی ہوئی ہوتی ہے، اس کی تحریر کے نقوش میں بھی ایک گونا ظلمت لپٹی ہوئی ہوتی ہے، اور دین دار دنیا کی بھی باتیں کرے تو ان میں نور ہوتا ہے کیونکہ کلام دراصل قلب (دل) سے ناشی (پیدا) ہوتا ہے تو قلب کی حالت کا اثر اس میں ضرور ہوگا، پس چونکہ متکلم کے قلب کا اثر اس کے کلام میں اور مصنف کے قلب کا اثر اس کی تصنیف میں ضرور ہوتا ہے اس لئے بے دینوں کی صحبت اور بے دینوں کی کتاب کا مطالعہ ہرگز نہ کرنا چاہئے۔[۱]

بزرگوں نے فرمایا کہ بے دین لوگوں کی مجلس میں بھی نہ بیٹھو، لوگ کہتے ہیں کہ اگر کوئی غلط بات ہوئی تو ہم ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیں گے۔ یہ غلط ہے کیونکہ بعض دفعہ وہ اندر جا کر پھنس جاتی ہے پھر مشکل سے نکلتی ہے۔

بُری صحبت کی سنگینی

میرے بھائیو! بُری صحبت سے بچو اور اچھی صحبت اختیار کرو، اچھی صحبت مفید غذا کے مانند ہے اور بُری صحبت زہر کے مانند، ایک شخص مفید غذا بھی کھا رہا ہے اور زہر بھی کھا رہا ہے تو کیسے بچے گا؟ اس لئے اچھی صحبت اختیار کرنی چاہئے اور بُری صحبت سے بچنا چاہئے، اور اچھی صحبت میں بھی اگر صلحاء اور بزرگانِ دین کی صحبت میسّر آجائے تو بہت ہی اچھا، اور ان میں بھی اپنے شیخ کی صحبت سب سے اعلیٰ ہے، اس لئے جتنا ہو سکے اپنے شیخ کی صحبت اختیار کرو، اور شیخ کے پاس عظمت، محبت، عقیدت، طلب، احتیاج اور ادب کے ساتھ جاؤ اور اس کے ساتھ

---

[۱] ملفوظاتِ حکیم الاُمّت: ۲۳ / ۱۰۸

ساتھ معمولات کی پابندی اور ذکر کی کثرت کرو۔

گزشتہ کل میں نے ایک مثال دی کہ ایک بنجر زمین ہے، اسے صاف کئے بغیر اگر کوئی اس میں بیج بوئے گا تو نتیجہ ظاہر نہیں ہوگا، ایک دوسرا شخص زمین کو اچھی طرح صاف تو کرتا ہے مگر اس میں بیج نہیں بوتا، یہ بھی ناکام رہے گا، ہاں، جو شخص زمین کو ہموار کرے، صاف کرے، اس میں سے پتھروں کو نکالے، خودرَو پودے (weeds) کو نکالے، پھر بیج بوئے تو کھیتی میں پیداوار خوب ہوگی، یہ مثال دے کر میں نے عرض کیا کہ مرید جب عظمت، محبت، عقیدت اور ادب کے ساتھ، محتاج بن کر طلب کے ساتھ اپنے شیخ کی صحبت اختیار کرتا ہے تو شیخ کے دل سے اس کے دل میں محبت و معرفت کے بیج منتقل ہوتے ہیں، شیخ کے دل میں جو اچھے اچھے اوصاف اور اخلاق ہوتے ہیں وہ اس کے دل میں منتقل ہوتے ہیں، اگر مرید نے اپنے دل کی زمین کی صفائی نہیں کی ہوگی تو صحبت کی برکت سے جو بیج دل میں منتقل ہوں گے وہ بار آور نہیں ہوں گے۔

دل کی زمین صاف کرنے کے لئے تین کام

مرید کو اپنے دل کی زمین صاف کرنے کے لئے تین کاموں کا اہتمام کرنا پڑے گا:
(۱) گُناہوں سے بچنے کا مجاہدہ، (۲) گناہ ہو جائے تو توبہ اور (۳) معمولات کی پابندی، اگر یہ تین کام؛ تقویٰ، توبہ اور معمولات کی پابندی کا اہتمام رہے گا تو اس کے دل کی زمین صاف ہوگی، اب یہ شخص جب اپنے شیخ کی صحبت میں جائے گا تو شیخ کے دل سے اخلاقِ حمیدہ کے بیج اس کے دل کی طرف منتقل ہوں گے اور اس کا دل اخلاقِ حمیدہ سے لہلہانے لگے گا، لیکن ایک شخص ذکر اور معمولات کی پابندی تو کرتا ہے، اسی طرح تقوی اور توبہ کی محنت بھی کرتا ہے، یعنی زمین تو صاف کر رہا ہے، مگر شیخ کے پاس نہیں جاتا، شیخ سے استفادہ نہیں کرتا، تو اخلاقِ حمیدہ کے بیج نہیں پڑیں گے اور کھیتی ناکام رہے گی، اور دوسرا شخص شیخ کے پاس آمد و رفت خوب رکھتا

ہے لیکن گناہوں سے بچنے کا مجاہدہ نہیں کرتا، تقوٰی اور توبہ کا اہتمام نہیں کرتا، معمولات کی پابندی نہیں کرتا، ایسے شخص کے دل میں اخلاقِ حمیدہ کے بیج تو پڑ رہے ہیں، لیکن چونکہ زمین صاف ستھری نہیں ہے اس لئے اس صورت میں بھی کھیتی ناکام رہے گی، اس لئے میرے بھائیو، ان مذکورہ کاموں کو کرو، ان کاموں سے ان شاء اللہ تزکیہ ہوگا، اور جب تزکیہ ہوگا تو پھر اللہ کے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عشق کی آگ بھڑکے گی جس کے نتیجے میں ہر سمت میں روشنی ہی روشنی اور خوشبو ہی خوشبو پھیلے گی۔

درودِ پاک کی برکت سے خوشبو

میرے بھائیو! اللہ کے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی چمک اور خوشبو تو اس قدر عام ہے کہ ایسے بزرگانِ دین گزرے ہیں جنہوں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ کے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے گھر میں تشریف لائے جس کی بدولت میرا گھر خوشبو سے معطّر ہوگیا، جب آنکھ کھلی تو محسوس کیا کہ گھر خوشبو سے معطّر ہے، تو حیاتِ طیبہ میں بھی ذاتِ مبارکہ کی چمک اور مہک تھی اور موت کے بعد بھی اس چمک اور مہک کا ظہور ہوتا رہا ہے، اور یہ سب برکت ہے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے محبت وتعلق اور آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود بھیجنے کی، ایک بزرگ گزرے ہیں محمد بن سعید بن مطرّف رحمۃ اللہ علیہ، وہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میرا ہر رات سوتے وقت درودِ پاک کی ایک مقرّر مقدار پڑھنے کا معمول تھا، ایک رات میں اپنا معمول پورا کرکے سو گیا تو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خواب میں زیارت ہوئی، اللہ کے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے کمرے میں تشریف لائے اور پورا کمرہ روشن ہوگیا، آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھ سے فرمایا کہ آپ کا وہ منہ لاؤ جس سے آپ مجھ پر کثرت سے درود پڑھتے ہیں تاکہ میں اس کو بوسہ دوں۔ میں نے شرم کی وجہ سے اپنا رخسار سامنے کردیا، آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس پر بوسہ دیا، جب میں بیدار ہوا تو پورا گھر مشک کی خوشبو سے معطّر تھا اور میرے رخسار سے آٹھ دن تک مشک کی خوشبو آتی رہی۔[1]

---

[1] القول البدیع، ص:۲۸۱

ایک بزرگ تھے حضرت مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، ان کی وفات ہوگئی، جس مکان میں وہ رہتے تھے وہاں ایک مہینے تک خوشبو آتی رہی، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی نے عرض کیا کہ حضرت مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں خوشبو آرہی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ درود شریف کی برکت ہے۔ مولانا کا یہ معمول تھا کہ ہر جمعہ کی رات بیدار رہ کر درود شریف میں مشغول رہتے تھے۔[1] تو درود شریف پڑھنے والوں کو خوشبو نصیب ہوتی ہے اور ان کے انتقال کے بعد بھی وہ پھیلتی ہے۔

درودِ پاک کی برکت سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توجّہ

حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا روزانہ سونے سے پہلے تین ہزار (۳۰۰۰) مرتبہ درودِ پاک پڑھنے کا معمول تھا، اور یہ معمول شادی سے پہلے کا تھا، شادی ہوئی، کچھ دن درود شریف کا معمول چھوٹ گیا، جب شادی ہوتی ہے تو کچھ مصروفیّت بڑھ جاتی ہے، حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھر جوانی میں اتباعِ سنّت، شریعت کی پابندی، تزکیہ، ذکر کی محنت اور درودِ پاک کی کثرت سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات سے اتنا تعلق پیدا کر لیا تھا کہ تین دن درود شریف کا معمول بند رہا تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے قریبی دوست کو جن کا نام رئیس تھا خواب میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ بختیار کو ہمارا سلام پہنچا کر کہنا کہ تم ہر رات جو تحفہ ہمیں بھیجا کرتے تھے تین رات سے وہ ہمیں نہیں پہنچا ہے۔[2] اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایسا تعلق نصیب فرمائیں۔ (آمین)

---

[1] فضائلِ درود شریف، ص:۱۵۵

[2] اخبار الاخیار، ص:٦٦

حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعلق

قریبی زمانے میں پاکستان میں ایک بزرگ گزرے ہیں، انتقال کو تقریباً پندرہ سال ہوئے ہوں گے، ان کا نام حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ ہے، عوام النّاس شاید ان سے اتنے واقف نہ ہوں، مگر academic circles (علمی حلقوں) میں وہ بہت مشہور اور محترم ہیں، بہت اونچے پائے کی علمی شخصیت اور بہت اونچے درجے کے اللہ والے تھے، حج کے بعد مدینہ منوّرہ حاضری ہوئی، حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت حیات تھے اور دونوں بزرگوں کا آپس میں تعلّق تھا اس لئے حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر حضرت علّامہ موسیٰ صاحب روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ ان کے یہاں تشریف لے گئے، دعوت کے دوران آپ حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور علّامہ موسیٰ روحانی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ادب سے بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت! ایک غلطی پر معافی مانگنے کے لئے حاضر ہوا ہوں، معاف کر دیجئے۔ علّامہ موسیٰ روحانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھائی! میں نے تو تمہیں پہلی مرتبہ دیکھا ہے، معافی کس بات کی؟ اس نے عرض کیا کہ حضرت! بس معاف کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ بھائی! جاننا چاہتا ہوں کہ بات کیا ہے؟ اس نے کہا کہ جب تک آپ معاف نہیں فرمائیں گے میں نہیں بتلا سکتا۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا بھائی، معاف کر دیا، اب تو بتلاؤ۔ اس شخص نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میں اپنے ساتھیوں سے آپ کی تعریف سنتا رہتا تھا اس لئے دل میں آپ کی زیارت وملاقات کا شوق پیدا ہوا، چند دن پہلے میرے ایک دوست نے مسجدِ نبوی میں آپ کی طرف اشارہ کر کے بتلایا کہ وہ ہیں مولانا موسیٰ روحانی بازی۔ اس سے پہلے میں نے چونکہ آپ کی تعریف سنی تھی کہ بڑے اللہ والے ہیں، بڑے علم وفضل والے ہیں اس لئے ذہن میں آپ کا ایک نقشہ تھا کہ بہت سادہ لباس میں ہوں گے، فقیرانہ حالت ہوگی، کپڑوں کے اندر پیوند ہوں گے، مگر جب آپ پر نظر پڑی تو ماشاء اللہ،

آپ صاف ستھرے نفیس لباس میں تھے، اس سے دل میں بدگمانی پیدا ہوئی کہ یہ کوئی اللہ والے نہیں لگتے، اور میں آپ سے ملاقات کئے بغیر ہی مسجدِ نبوی سے چلا گیا، اسی رات خواب میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر بہت خفا ہیں اور فرمارہے ہیں کہ تم میرے موسیٰ کے بارے میں بدگمانی کرتے ہو؟ فوراً میرے مدینے سے نکل جاؤ۔ میں کانپ گیا اور عرض کیا کہ مجھے معاف فرمادیجئے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک ہمارا موسیٰ معاف نہیں کرے گا میں بھی معاف نہیں کروں گا۔ جب مولانا موسیٰ صاحب روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ سنا تو پھوٹ پھوٹ کررو ئے۔[1]

کرنے کے تین کام

میرے بھائیو! ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے، دین کے ظاہری احکام کو بھی زندگی میں لانا ہے اور باطنی احکام کو بھی، اس کے لئے ہمیں علماء کی مجلسوں میں بیٹھنا ہے، علماء کے بیانات کو سننا ہے، اس سے علم بھی آئے گا اور عمل کی رغبت بھی ہوگی اور ساتھ ساتھ مشائخ کی صحبتوں کو اختیار کرنا ہے، اس سے عمل کا جذبہ بڑھے گا اور تزکیہ بھی ہوگا، اور اگر وہ عالم بھی ہوں گے تو علم میں بھی اضافہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ شانُہٗ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں، ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حقیقی وابستگی عطا فرمائیں، ہمارے دلوں کو عشقِ الٰہی اور عشقِ نبوی سے معمور فرمائیں، اللہ تعالیٰ پورے عالم کو ظلم سے، ظلم کے تمام اسباب سے پاک کردیں اور پورے عالم میں امن کو اور امن کے تمام اسباب کو عام فرمائیں، اللہ تعالیٰ شانُہٗ ہر فردِ بشر کو ظلم کرنے سے بھی بچائیں اور مظلومیت سے بھی، اور دنیا میں عدل وانصاف کو قائم فرمائیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

---

[1] مولانا موسیٰ روحانیؒ کے بارے میں چند مختصر کلمات، ص: ۳

ماٰخذومراجع

شمار	کتاب	مصنّف/مرتّب	ناشر
۱	صحيح البخاري	الإمام البخاري	دار التأصيل، مصر
۲	صحيح مسلم	الإمام مسلم	دار التأصيل، مصر
۳	سنن الترمذي	الإمام أبو عيسىٰ الترمذي	دار التأصيل، مصر
۴	مسند أحمد	الإمام أحمد بن حنبل	مؤسسة الرسالة، بيروت
۵	المعجم الأوسط للطبراني	الإمام الطبراني	دار الحرمين، القاهرة
۶	شعب الإيمان	الإمام البيهقي	دار الكتب العلمية، بيروت
۷	صحيح ابن حبّان	الإمام ابن حبّان	دار التأصيل، مصر
۸	مصنف عبد الرزّاق	الإمام عبد الرزّاق	دار التأصيل، مصر
۹	مسند البزّار	الإمام أبو بكر البزّار	مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنوّرة
۱۰	دلائل النبوة	الإمام البيهقي	دار الكتب العلمية، بيروت
۱۱	الشمائل المحمدية	الإمام أبو عيسىٰ الترمذي	دار المنهاج، جدّة
۱۲	إثبات عذاب القبر	الإمام البيهقي	دار الفرقان، عمّان
۱۳	القول البديع	الحافظ السخاوي	مؤسسة الريان، بيروت
۱۴	إرشاد الساري	الإمام القسطلاني	دار الكتب العلمية، بيروت
۱۵	فتح الملهم	العلّامة شبير أحمد العثماني	دار القلم، بيروت
۱۶	مرقاة المفاتيح	ملّا علي القاري	دار الكتب العلمية، بيروت
۱۷	البداية والنهاية	الحافظ ابن كثير	دار ابن كثير، بيروت
۱۸	تاريخ دمشق	الحافظ ابن عساكر	دار الفكر، بيروت
۱۹	گلستاں (مترجم)	شیخ سعدی	مکتبہ رحمانیہ، لاہور
۲۰	اخبارالاخیار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	اکبر بک سیلرز، لاہور
۲۱	حکیم الاُمّت، نقوش وتاثرات	مولانا عبدالماجد دریابادی	ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان

۲۲	اصلاحی مواعظ	حضرت مولانا یوسف لدھیانوی	مکتبہ لدھیانوی، کراچی
۲۳	تاریخِ مشائخِ چشت	حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا	مکتبۃ الشیخ، کراچی
۲۴	فضائلِ درود شریف	حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا	مکتبہ لدھیانوی، کراچی
۲۵	ملفوظاتِ حکیم الاُمّت	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی	ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان
۲۶	حضرت تھانویؒ کے پسندیدہ واقعات	مولانا ابوالحسن اعظمی	توصیف پبلی کیشنز، لاہور
۲۷	مولانا موسیٰ روحانی بازیؒ کے بارے چند مختصر کلمات	مولانا محمد زبیر روحانی بازی	